حدیث نبوی ﷺ اور مستشرقین

تحریر: ۱۔ پروفیسر عبدالرؤف ظفر، انچارج سیرت چیئر، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور
۲۔ نگہت یاسمین ھاشمی، لیکچرار، شعبہ ایجوکیشنل ٹریننگ، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

استشراق کے معنی مشرقی علوم اور مستشرق کے معنی مشرقی علوم کا ماہر ہو اور مشرقی آداب سے آگاہ ہونا ہیں۔

مستشرق در حقیقت ایک ایسے غیر مشرقی سکالر کو کہتے ہیں جو مشرقی علوم، معاشرت اور ادب وغیرہ میں دلچسپی رکھتا ہو۔

معین زلفو مدینہ نے مغرب کے ان سکالروں کو مستشرق کہا ہے جو اسلام، اسلامی تہذیب، اسلامی معاشرت اور اسلامی زبانوں میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ ڈاکٹر عمر و فروخ کے مطابق مستشرق وہ مغربی (یورپین یا امریکی) سکالر ہوتا ہے جو غیر مسلم ہو۔

تحریک استشراق کا آغاز و ارتقاء:

تحریک استشراق کا آغاز اسلام کے ابتدائی دور ہی میں ہو گیا تھا لیکن یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے اعتقادات میں رخنہ اندازی میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اسلام کے خلاف سب سے پہلے تحریک چلانے والا ساتویں صدی عیسوی کا جان آف دمشق تھا۔ بارہویں صدی عیسوی کے اختتام تک صرف دو مستشرقین ایسے ملتے ہیں جنہوں نے محمدؐ کی زندگی اور اسلامی تہذیب کا مطالعہ معروضی انداز میں کرنے کی کوشش کی۔ ان میں سے ایک پیٹر الفانسی (Peter Alfansi) جو سپانوی یہودی ہے اور دوسرا ولیم آف مالمسبری (William of Malmosbury) ہے۔

تحریک استشراق کا باقاعدہ اور منظم آغاز صلیبی جنگوں (۱۱ تا ۱۳ صدی عیسوی) کے بعد ایک دینی تحریک کے طور پر ہوا۔ اس تحریک کو سلطنت روما اور پاپائیت کی سرپرستی حاصل تھی۔ سترھویں صدی میں لندن، پیرس، کیمبرج، آکسفورڈ، گلاسگو، ایڈنبرا اور سینٹ انڈریوز کی جامعات میں علوم شرقیہ کی تدریس کے لیے شعبہ جات نے کام شروع کر دیا۔ اسی صدی میں بدویل (Bedwell) م 1632 نے اپنی مشہور زمانہ کتاب (Muhammad the Imposture) (محمد الکاذب) لکھی اور نجیب العقیقی نے متعدد کتب کے تراجم عربی سے لاطینی زبان میں کیے۔

استشراق کے تیسرے اور موجودہ دور کا آغاز اٹھارھویں صدی سے ہوا اور یہ اب تک جاری ہے۔ فرانس کے سلوسٹر دی ساسی (1758-1838) اور برطانیہ کے ایڈورڈ ولیم لین (1801-1876) کو دور جدید کے استشراق کا بانی قرار دیا جا سکتا ہے۔ مستشرقین کی پہلی کانفرنس 1873ء میں پیرس میں ہوئی اور یہ سلسلہ جاری رہا۔ 1973ء تک ان میں ہر ایک کو شرکت کی اجازت تھی اب صرف اہل مغرب ہی کو شرکت کی اجازت ہے۔

بیسویں صدی کے اواخر میں صورت حال یہ ہے کہ اب مستشرقین، مستشرق کہلوانا پسند نہیں کرتے دوسری عالمگیر جنگ کے بعد وہ "ایڈوائزر" یا ایریا سٹڈی سپیشلسٹ / ایکسپرٹ کہلوانا پسند کرتے ہیں۔

مشہور مستشرقین:

مستشرقین کی ایک بڑی تعداد نے اسلام اور نبیؐ کی ذات پر خامہ فرسائی کی ہے۔ اس پر ڈاکٹر عبدالرحمٰن بدوی نے "موسوعۃ المستشرقین" کتاب تحریر کی ہے۔ جس میں ڈیڑھ سو سے زیادہ مستشرقین کے بارے میں اہم معلومات موجود ہیں۔ چند معروف مستشرقین کے نام درج ذیل ہیں :

آربری (Arbury)، بروکلمان، گب (H.A.R.Gibb)، سپرنگر (springer)، گولڈزیہر (Goldziher)، ڈوزی (Dozi)، ولیم میور، شاخت (J.Schacht)، مارگولیتھ (Margoliouth)، فانملر (-Pfannmuell er)، ہوروفتش (J.Horowitz)، ھورست (H.Horst)، فون کریمر (A.Von.Kremer)، کیتانی (L.Caetani)، نکلسن (A.R.Nicholoson)، آرتھر جیفری (Arthor Jeffery)، منٹگمری واٹ (Montgumary Watt)، ول ڈیوران (Will Durant)، گلیوم (A.Guillaume)، رابسن (Robson)، ژان بال (G.H.A Juynboll)۔۔

قرآن حکیم کے بارے میں تقریباً سبھی مستشرقین نے قلم اٹھایا ہے۔ مستشرقین کا دوسرا بڑا ہدف ہمیشہ سے آپ ﷺ کی ذات رہی ہے۔

مستشرقین کے مقاصد :

۱- اسلام کے بارے میں بدگمانی پیدا کرنا۔

۲- مسلم علماء سے بدظن کرنا۔

۳- ابتدائی مسلم معاشرے کی غلط تصویر کشی کر کے مسلمانوں کی تاریخ کو مسخ کرنا۔

۴- اسلامی تہذیب کی تحقیر و تذلیل کرنا۔

۵- کتاب و سنت میں تحریف کرنا، عبارتوں کو غلط مفہوم میں پیش کرنا اور حسبِ خواہش قبول کرنا یا رد کرنا۔

مستشرقین کی تحقیقی کاوشوں کا سب سے بڑا مقصد اسلام کو نقصان پہنچانا اور اسے کمزور کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے جھوٹ، فریب، دھوکا اور بہتان تراشی کے کسی حیلے کو بھی کراہت کی نظر سے نہ دیکھا۔ انہیں معلوم تھا کہ اسلام کی قوت کا پہلا منبع قرآن حکیم ہے۔ انہوں نے اس منبع پر تابڑ توڑ حملے کیے۔ لیکن سینکڑوں سالوں کی تخریبی کاوشوں کے باوجود مستشرقین اسلام کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

قرآن مجید کے خلاف مستشرقین کی سازشیں اب بھی جاری ہیں مگر ان میں مسلسل شکستوں نے انہیں اسلام کے خلاف نئے محاذ کھولنے پر مجبور کر دیا ہے کیونکہ قرآن کی مخالفت کرتے ہوئے انہیں مشکلات کا سامنا تھا کہ آنحضورؐ نے اپنے صحابہ کرام کو قرآن حکیم کی مکمل تشریح اپنے قول و فعل سے کر کے بتائی تھی اور چونکہ مسلمانوں میں لکھنے کا رواج تھا اس لیے بعض صحابہ کے پاس تو وہ تحریری طور پر بھی موجود تھا۔

مستشرقین نے جب قرآن مجید کو اپنے من پسند معانی پہنانے کی کوشش کی تو امت مسلمہ کے علماء نے احادیث طیبہ کی مدد سے ان کو جواب دیئے اور قرآن مجید کی معنوی تحریف کی تمام کوششیں احادیث طیبہ کی مضبوط

چٹان کے ساتھ ٹکرا کر پاش پاش ہو گئیں۔

اس ناکامی کے بعد مستشرقین نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا ایک اور راستہ نکالا اب انہوں نے قرآن کے ساتھ ساتھ آنحضورؐ کی احادیث مبارکہ کے خلاف محاذ شروع کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ احادیث مبارکہ کو نقصان پہنچائے بغیر اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ وہ حضورؐ کے اس ارشاد سے بھی آگاہ تھے ﴿ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکم بھما کتاب اللّٰہ وسنۃ نبیہ﴾ "(میں تمھارے پاس دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری سنتِ رسول اللہ)۔ اسی وجہ سے مستشرقین نے مسلمانوں کے دونوں بنیادی مصادر کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مستشرقین نے انیسویں صدی میں حدیث کے بارے میں بڑی بڑی بنیادی بحثیں کیں۔ مشہور جرمن مستشرق سپرنگر نے ۱۸۵۱ء میں حضورؐ کی سیرت پر تین جلدوں میں کتاب لکھی۔ اس میں حدیث کی روایت اور اس کی حیثیت پر بحث کی۔ ولیم میور نے ۱۸۶۱ء میں حضور اکرمؐ کی سیرت پر کتاب لکھی اور اس میں حدیث کے متعلق سپرنگر کے اٹھائے جانے والے نکات کو آگے بڑھایا۔ حدیث کے بارے میں سب سے تفصیلی بحث مشہور جرمن مستشرق گولڈ زیہر (Gold Ziher) نے کی۔ اس کی تحقیق کو پروفیسر شاخت (J.Schacht) نے آگے بڑھایا۔ ان مستشرقین نے حدیث نبویؐ کی حیثیت کو مشکوک بنانے کی کوشش کی اور اسے بطور دینی ماخذ کے ناقابل اعتبار قرار دیا۔

حدیث نبوی کے بارے میں مستشرقین کے خصوصی اہداف:

ڈاکٹر لقمان سلفی نے اپنی کتاب "السنہ" میں مستشرقین کے حدیث کے بارے میں سات خصوصی اہداف کا ذکر کیا ہے جو درج ذیل ہیں:

۱۔ حدیث نبویؐ کو ناقابل اعتبار ٹھہرانا مستشرقین کا خصوصی ہدف رہا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ حدیث نبویؐ قرآن حکیم کی تفسیر اور وضاحت ہے۔ جب قرآن حکیم کو وضاحت نبوی سے الگ کر دیا جائے تو مسلمان اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہیں گے اور اس طرح وہ مسلمانوں کو ان کے اصل دین سے دور کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

۲۔ نبیؐ کی رسالت میں اس طرح تشکیک پیدا کرنا کہ آپؐ صرف قرآن کے مبلغ ہیں اور ان کا کام قرآن کے مکمل نزول کے ساتھ ختم ہو گیا ہے۔

۳۔ سادہ لوح مسلمانوں کو اس بات پر مطمئن کرنے کی کوشش کرنا کہ شریعت اسلامی یہودیت سے اخذ کردہ ہے جیسا کہ گولڈ زیہر اور شاخت کا دعویٰ ہے۔

۴۔ فقہ اسلامی کی قدر و قیمت میں تشکیک پیدا کرنا۔

۵۔ اسلامی تہذیب و تمدن کے بارے میں مسلمانوں کے اندر شکوک پیدا کرنا۔

۶۔ مسلمانوں میں اپنے علمی ورثے کے بارے میں یقین کو متزلزل کرنا اور ان کے صحیح عقائد میں شک پیدا کرنا۔

۷۔ حدیث نبویؐ سے مسلمانوں کا رابطہ ختم کر کے اسلامی اخوت کا دائرہ اپنے اپنے ملکوں تک محدود کرنا۔

مستشرقین کی تحقیق کے اہم نکات :

ڈاکٹر خالد علوی نے اپنی کتاب "حفاظت حدیث" میں مستشرقین کی تحقیق کے درج ذیل اہم نکات بیان کئے ہیں :

۱- حدیث لٹریچر زیادہ تر زبانی روایت پر مبنی ہے جو ایک صدی سے زیادہ عرصہ اسی زبانی روایت سے منتقل ہوتا رہا۔

۲- اسلامی قانون کے ابتدائی مجموعوں میں حدیثوں کی تعداد کم ہے جبکہ بعد کے ادوار میں احادیث کی تعداد بڑھ گئی اور متاخر مجموعوں میں اتنی بڑی تعداد جمع کی گئی جو ابتدائی دور میں ناقابل تصور تھی۔

۳- کم عمر کے صحابہ کی مرویات کی تعداد بڑی عمر کے صحابہ کی مرویات سے کہیں زیادہ ہے۔ اس لیے ان کے ساتھ جو سند ملحق کی گئی ہے وہ قابل اعتماد نہیں۔

۴- اسناد کا طریق پہلی صدی ہجری کے آخر میں استعمال کیا گیا لہذا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جس حدیث کو ان اسناد سے بیان کیا گیا ہے وہ صحیح معنوں میں حدیث ہے۔

۵- بہت سی احادیث ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔

۶- ایسے یقینی ثبوت موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر اسناد اور متن حدیث موضوع ہیں۔

۷- مسلم نقادوں نے اپنے تنقیدی اصولوں کو سند تک محدود رکھا ہے اور متن حدیث پر کبھی تنقیدی نظر نہیں ڈالی۔

مستشرقین کا طریقہ کار :

۱- حقائق کو بدلنا۔

۲- علمی مواد کی نصوص کو بدلنا۔

۳- علمی مواد کو اپنے فہم کے مطابق ڈھالنا (اگر چہ عربی ذوق سے ناواقف ہوں)۔

۴- تہذیب اسلامی کو ایک خونخوار معاشرے اور تہذیب کی صورت میں پیش کرنا۔

۵- ایسے مصادر سے نقل کرنا جو اسلامی فکر کی نمائندگی نہیں کرتے اور ان کے لکھنے والوں کو اہلِ اسلام اپنے لئے قابلِ حجت نہیں سمجھتے۔

مندرجہ بالا منہج کے ساتھ مستشرقین نے اسلام اور سنت نبوی کے بارے میں کلام کیا ہے۔

مستشرقین کے حدیث نبویؐ پر اعتراضات اور ان کے جوابات :

مستشرقین نے حدیث اور محدثین پر درج ذیل الزامات عائد کئے ہیں :

۱- احادیث قدیم اسلامی معاشرے میں سیاسی اور معاشرتی ارتقاء کا نتیجہ ہیں۔

۲- احادیث محض متاخرین ہی نے وضع نہیں کیں بلکہ صحابہ اور تابعین نے بھی وضع کی ہیں۔

۳- اسلام میں مختلف فرقوں کے افراد نے اپنے فرقوں کی تائید میں احادیث وضع کر کے ان کو نبیؐ اور صحابہؓ کی

طرف منسوب کردیا۔

۴- محدثین کے ہاں تنقید کا دائرہ سمٹ کر سند تک محدود ہو گیا ہے۔ اس لئے بہت سی غیر صحیح احادیث نقد اسلامی کے لحاظ سے صحیح ہیں۔

۵- علمائے اسلام نے ایسی احادیث وضع کیں جن سے حکام کی مخالفت ہوتی تھی۔

۶- مسلمان حکمرانوں نے اپنے سیاسی افکار کی تائید اور متقی افراد کو خاموش کرنے کیلئے احادیث وضع کیں۔

۷- حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو ایسی احادیث ضائع کرنے کا حکم دیا جو حضرت علیؓ کی تائید کرتی تھیں اور ان احادیث کو پھیلانے کا حکم دیا جو ان کی حکومت کی تائید میں تھیں۔

۸- عبدالملک بن مروان نے قبہ صخرہ کے گرد طواف کرنے کا حکم دیا۔

۹- امام زہری نے یہ حدیث وضع کی (لا تُشَدّ الرّحال اِلاّ الی ثلثة مساجد) تین مساجد کے علاوہ کسی طرف سفر کا مقصد نہ کریں۔

۱۰- امام زہریؒ اموی حکمرانوں کی خواہش کے مطابق احادیث وضع کرتے تھے۔[۱۱]

ان اعتراضات کا جواب درج ذیل ہے:

اعتراض نمبر ۱: احادیث قدیم اسلامی معاشرے میں سیاسی اور معاشرتی ارتقاء کا نتیجہ ہیں۔

قرآن حکیم اور احادیث نبویہ صحیحہ سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ حدیث نبویؐ شریعت اسلامی کا دوسرا ماخذ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین کے کامل ہونے پر اپنی نعمت کی تکمیل اور اسلام کے دین ہونے کو پسند کرنے کے متعلق خبر دی ہے۔ ﴿الیوم اکملتُ لکم دینکم﴾ (آج کے دن میں نے آپ کے لئے آپ کے دین کو مکمل کر دیا ہے)[۱۲]۔

یہ بات ناقابلِ فہم ہے کہ حدیث نبوی رسول اللہؐ کی زندگی میں نامکمل تھی اور اس کو بعد میں مکمل کیا گیا۔

مسلمانوں کے ہاں یہ بات محقق ہے کہ پیغمبرؐ اپنے صحابہ کو ہمیشہ احادیث کو یاد رکھنے کی ترغیب دیتے تھے۔ ان میں سے ایک یہ حدیث ہے ﴿نضّر اللہُ اِمرءً ا سَمِعَ منّا شیئاً فبلّغه کما سَمِع﴾ (اللہ اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے ہم سے کچھ سنا اور پھر اُس کو اسی طرح پہنچا دیا جس طرح سنا تھا)[۱۳]۔

یہ بات بھی قطعی طور پر ثابت ہے کہ حضورؐ کے زمانے میں تکمیل حدیث ہوئی۔ صحابہ کرامؓ مشرق و مغرب میں مختلف علاقوں میں گئے، اور وہاں جا کر انہوں نے اسلام کی دعوت دی۔ اور وہاں انہوں نے فرائض، سنن اور اخلاق و آداب بھی سکھلائے۔ اور جو چیزیں انہوں نے مختلف علاقوں میں سکھائیں۔ ان میں مغرب میں صحابہ سے سیکھنے والے لوگوں کا مشرق میں سیکھنے والوں سے کوئی فرق نہیں تھا۔ اگر احادیث سیاسی اور معاشرتی ارتقاء کا نتیجہ ہوتیں تو ایک جگہ کے مسلمانوں کے طریقہ کار دوسری جگہ کے مسلمانوں سے مختلف ہوتا۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ قرآن مجید کے اندر قواعد ہیں اور احادیث میں بھی قواعد ہیں جن کو سامنے رکھ کر

مسلمان بعد میں آنے والے زمانوں میں قیامت تک کیلئے استنباط کرتے رہیں گے۔ مسلمان قرآن و سنت میں موجود قواعد کو سامنے رکھ کر اپنے دینی، سیاسی اور معاشرتی معاملات کیلئے استنباط کرتے ہیں۔

گولڈ زیہر اور اس کے مکتبہ فکر کے لوگ مسلمانوں میں وہم پیدا کرنے کیلئے ایسی بات کہتے ہیں جس کا انہیں علم نہیں کہ وہ احادیث ہیں جو مسلمانوں نے وضع کی ہیں اور ان کو نبی کی طرف منسوب کیا ہے یہ کذب وافتراء ہیں اور حقائق کو غلط رنگ میں پیش کرنا ہے۔

اگر اس یہودی مستشرق کا مقصد یہ ہے کہ زندیق، بے دین اور بعض راویوں نے جو کہ اسلام کی طرف منسوب ہیں احادیث وضع کی ہیں تو وہ خود اور اس کے ساتھی یہ بات جانتے ہیں کہ محدثین نے صحیح احادیث کو جھوٹی احادیث سے الگ کر دیا اور دنیا میں ایسی کوئی حدیث نہیں پائی جاتی جس کی محدثین نے ہر طرح کی چھان پھٹک نہ کی ہو اور اس کی حقیقت کو نہ جانا ہو۔ انہوں نے موضوعات اور ضعیف حدیثوں کو الگ خاص کتابوں میں لکھ دیا ہے۔

مسلمانوں کو اس بات سے باخبر ہونا چاہئے کہ اعدائے اسلام مستشرقین کو یہ بات گراں گذرتی ہے کہ یہ بابرکت دولت مسلمانوں کے اندر مقبول رہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ باطل جھوٹ اور موضوع روایات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہیں جن کا محدثین قطعی طور پر اقرار نہیں کرتے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ حق کو اپنی شیطانی سازشوں میں چھپا دیں۔ لیکن الحمدللہ یہ ان کا زعم باطل ہی رہے گا۔

اعتراض نمبر ۲: احادیث محض متاخرین ہی نے وضع نہیں کیں بلکہ صحابہ اور تابعین نے بھی وضع کیں۔

ان کا یہ دعویٰ کہ احادیث بعد میں آنے والے لوگوں نے وضع نہیں کیں بلکہ صحابہ اور تابعین نے بھی وضع کیں۔

اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے اور مسلمان امت میں سے کوئی بھی اس کی تائید نقلی طور پر نہیں کرتا۔ صحابہ کی عدالت پر جمہور اہل سنت کا اتفاق ہے۔ ان کے ہاں تمام اصحاب عادل ہیں خواہ وہ آپس کی جنگوں میں شامل ہوئے یا نہ ہوئے۔

حافظ ابن حزمؒ فرماتے ہیں ہم پہلے مہاجرین کی فضیلت کے قائل ہیں۔ پھر اس کے بعد اہل عقبہ اہل بدر، پھر باقی جنگوں میں شامل ہونے والے تمام ایمان وہدایت پر تھے اور اہل جنت میں سے تھے۔

قرآن کی بہت سی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ صحابہ کرامؓ ایمان کے اعلیٰ درجے پر تھے۔ اسی طرح سے بہت سی احادیث بھی انکی عدالت، ان کے ایمان کے اعلیٰ درجے اور فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔

تمام احادیث صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں۔ صحابہ کرامؓ میں ہر قسم کی خوبی پائی جاتی تھی۔ انہیں لوگوں سے ہی احادیث مروی ہیں۔ اور یہ تمام صدق، دیانت، امانت اور شرافت میں اعلیٰ درجے پر تھے۔ منافقین اور جھوٹے لوگوں کے متعلق کسی قسم کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ وہ احادیث کے راوی تھے ان کے بارے میں نبیؐ اور صحابہ کرامؓ سب کو علم تھا۔

کتب احادیث میں ایسی ایک بھی حدیث نہیں ملے گی جس میں صحابہ کرام کے زمانے میں کسی مشکوک آدمی کی روایت ہو بلکہ اکابر صحابہ سے ہی روایات ہیں پھر یہ دعویٰ کیسے کر دیا گیا کہ صحابہ کرام یہ احادیث وضع کرتے تھے ؟

صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین کی حیثیت بعض اوقات ضعیف بھی ہے لیکن ایسے آدمی محدثین کے ہاں احادیث میں متروک ہیں اور وہ ان کی خود وضاحت کر دیتے ہیں۔ امام الشعبی (ت ۱۰۴ھ)، سعید بن مسیب، سعید بن قطان اور امام زہریؒ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے زمانے کے تابعین کی خوب چھان پھٹک کی۔ یہ تمام چیزیں مسلمانوں کی معروف کتابوں کے اندر موجود ہیں۔ وہ تابعین جو ہمارے لئے احادیث بیان کرتے ہیں ان کا دین، ایمان، دیانت اور صداقت مسلم ہے۔

جس آدمی کا ضمیر زندہ ہو، وہ اگرچہ یہودی ہی ہو اس قسم کا الزام نہیں لگا سکتا لیکن گولڈ زیہر جیسے متعصب آدمی سے ہر چیز کی توقع ہے۔

تیسرا اعتراض : اسلام میں مختلف فرقوں کے افراد نے اپنے فرقوں کی تائید میں احادیث وضع کر کے ان کو رسول اللہؐ اور صحابہؓ کی طرف منسوب کر دیا۔

یہ الزام کہ لوگوں نے اپنے مذاہب کی تائید کیلئے احادیث گھڑیں، ایسا کلام ہے جس میں چشم پوشی، حقائق کو چھپانا اور تجاہل عارفانہ سے کام لیا گیا ہے کیونکہ محدثین نے ان تمام چیزوں کو خود سامنے رکھا ہے۔ اس کے لئے چند باتیں ملاحظہ ہوں۔

الف : مسلمان اس بات کے معترف ہیں کہ بعض کمزور ایمان اور متعصب لوگوں نے اپنے فرقے کی تائید کیلئے حدیثیں وضع کیں لیکن ان تمام احادیث اور وضع کرنے والوں کو محدثین نے خود عریاں کر دیا اور یہ تمام باتیں کتب جرح و تعدیل اور موضوعات کی کتب میں موجود ہیں۔

ب : کتب فقہ، حدیث کی کتابیں نہیں ہیں۔ حدیث کی کتابیں مشہور ہیں۔ اگر کوئی حدیث کو تلاش کرنا چاہے تو اس کو کتب حدیث دیکھنی چاہئے جو کہ ان کے اصلی مصدر ہیں۔ محدثین نے ان تمام احادیث کی حیثیت کو واضح کر دیا جو کہ فقہاء کی کتب کے اندر موجود ہیں۔

ج : اگر کوئی ضعیف یا موضوع حدیث سے دلیل پکڑے تو اس کو رد کر دیا جائے۔

د : صحابہ کرام اور فقہاء میں اختلافات خواہشات نفس کی بنا پر نہیں تھا کہ وہ احادیث وضع کرتے بلکہ اس کے اسباب میں یہ بات شامل تھی کہ پیغمبرؐ نے وہ فعل مختلف طریقوں سے انجام دیا۔ جس نے جس طریقے سے دیکھ لیا اس نے ویسے ہی بیان کر دیا۔ بعض اوقات نبیؐ نے کسی کام کو دو طریقوں سے کیا تاکہ دونوں طرح سے اس کی جواز کی صورت میں ہو۔ بعض اوقات پہلا حکم منسوخ ہوتا ہے اور بعد میں آنے والا حکم ناسخ ہوتا ہے۔

یہ اختلاف عقائد، امور دین اور ارکان اسلام میں نہیں۔ بلکہ فروعات میں تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بعض حدیثوں میں موجود اختلافات اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ وہ گھڑی ہوئی ہیں۔ اور انہیں اصحاب مذاہب نے

گھڑا ہے بلکہ اس کے علمی اسباب ہیں۔ جن کو تمام اہل علم جانتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۴ : محدثین کے ہاں تنقید کا دائرہ سمٹ کر سند تک محدود ہو گیا ہے۔ اس لئے بہت سی غیر صحیح احادیث نقد اسلامی کے لحاظ سے صحیح ہیں۔

یہ اتہام کہ محدثین اپنی تنقید کو صرف سند تک محدود رکھتے ہیں۔ بطور مثال غاستون ویت لکھتا ہے محدثین سنت کے علم کو سند تک محدود رکھتے ہیں یعنی راویوں کی پہچان، ان کی ملاقات اور بعض کا بعض سے سماع وغیرہ، پھر وہ کہتا ہے کہ بعض راویوں نے زبانی احادیث نقل کیں اور حفاظ نے ان کی جمع و تدوین کر دی۔ اور انہوں نے متن کی چھان پھٹک نہ کی لہٰذا ہمیں یقین نہیں کہ جو حدیث ہم تک پہنچی ہے وہ پیغمبرؐ سے مروی ہے یا اس میں راویوں میں سے کسی نے اپنی حسن نیت سے اضافہ کر دیا ہے۔''

جب ایک منصف مزاج انسان ان مباحث کو دیکھتا ہے جو کہ محدثین نے اصطلاح حدیث کے بارے میں لکھے ہیں تو اسے معلوم ہو گا کہ سند حدیث کے ساتھ ساتھ متن حدیث کی بھی بہت چھان پھٹک کی گئی ہے۔ اور اس پر بہت غور و خوض کر کے لکھا گیا۔ بلکہ یہ ایک الگ علم ہے جس پر محدثین نے گفتگو کی ہے۔ محدثین، سند اور متن دونوں کو دیکھ کر ہی احادیث کا فیصلہ کرتے تھے۔ اگر کوئی آدمی صحیح حدیث کی تاریخ پڑھے تو اس میں شاذ اور علت کا لفظ موجود ہے اور اس سے مراد نقد متن ہے۔ اور سند بھی اسی طرح سے حدیث حسن لذاتہ جب صحیح لغیرہ کے درجہ پر جاتی ہے تو اس میں متن کو بھی سند کے ساتھ زیر غور لایا جاتا ہے۔ اس لئے علماء نے حدیث حسن اسناد یا صحیح الاسناد اور حدیث حسن صحیح میں فرق کیا ہے کیونکہ کبھی حسن الاسناد متن کے بغیر ہوتی ہے۔ اسی طرح سے مقلوب کی بھی دو قسمیں ہیں۔ مقلوب متن اور مقلوب سند۔ اسی طرح سے موضوع حدیث کو جانتے ہوئے بھی متن کو سامنے رکھنا ہوتا ہے۔ اس کے لئے بہت سی کتب حدیث میں ذکر موجود ہے۔''

یہ معروف بات ہے کہ مرسل صحابہ مقبول ہیں اگرچہ انہیں انقطاع سند ہوتا ہے کیونکہ جس متن کو صحابی بیان کرتا ہے وہ خود ساختہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ عادل ہیں''۔

ان حقائق کو سامنے رکھ کر یہ الزام کیسے لگایا جا سکتا ہے کہ محدثین نے نقد سند کے ساتھ نقد متن کا اہتمام نہیں کیا۔

پانچواں اعتراض : علمائے اسلام نے ایسی احادیث وضع کیں جن سے حکام کی مخالفت ہوتی تھی۔

یہ دعویٰ کہ علمائے اسلام نے وہ حدیثیں وضع کی ہیں جن سے اموی حکمرانوں کی مخالفت محسوس ہوتی تھی۔ حقائق سے قطعی چشم پوشی ہے کیونکہ جن علماء نے حدیث نبوی کی خدمت کی ہے اور انہیں کتب میں جمع کیا ان میں اور اموی حکمرانوں میں کوئی مخالفت نہیں تھی۔ کیونکہ اموی حکمران اس بات سے مستغنی تھے کہ وہ علماء کو اپنے خلاف کریں جس طرح کہ حدیث نبوی میں مشہور علماء کو بھی اس بات کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ اموی حکمرانوں کی مخالفت کرتے اور اگر کوئی ایسی چیز پیدا ہوئی بھی جیسے سعید بن مسیب اور عبد الملک کے درمیان یا حجاج بن یوسف کا بنو

امیہ کے مخالفین پر ظلم ایسی چیزیں نہیں تھیں جو احادیث کو وضع کرنے پر مجبور کرتیں۔

اموی حکمرانوں، امامت علی کے معتقدین اور خوارج کے درمیان دشمنی کے اسباب تاریخ میں محفوظ ہیں۔ کیا کوئی مستشرق یہ ثابت کر سکتا ہے کہ جن لوگوں نے جمع و تدوین حدیث کا کام کیا وہ خوارج یا علوی تھے۔ جبکہ تدوین حدیث کا کام کرنے والوں کے احوال زندگی محفوظ ہیں۔

امام زہری، عطاء بن ابی رباح، مجاہد، حسن بصری اور لیث بن سعد وغیرہ بہت سے لوگ کوفہ، شام، یمن اور بغداد میں تھے۔ کیا کوئی مستشرق یہ ثابت کر سکتا ہے کہ ان کی اموی حکمرانوں سے کوئی مخالفت تھی اور ان محدثین کی جماعت سے کسی جھوٹ کا ظہور ہو سکتا تھا؟ یا ان کا مقصد درہم و دینار کا حصول تھا؟۔ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ ان کی مخالفت تھی تو کیا وضع حدیث کے علاوہ دشمنی کیلئے کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بہتان کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۶ : **مسلمان حکمرانوں نے اپنے سیاسی افکار کی تائید اور متقی افراد کو خاموش کرنے کیلئے احادیث وضع کیں۔**

یہ دعویٰ کہ حکمرانوں نے اپنے سیاسی افکار کی تائید اور متقی لوگوں کو خاموش کرنے کیلئے احادیث وضع کیں ایسا ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ احادیث کی کتب میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جو کہ عبدالملک یا یزید یا ولید بن عبدالملک یا کسی اور اموی حکمران کے واسطے سے روایت کی گئی ہو بلکہ ان کے راوی اور ہیں۔ ان کے اور ان راویوں کے احوال زندگی کتب رجال میں محفوظ ہیں۔ اور محدثین ایسے کسی شخص سے روایت قبول نہیں کرتے تھے جس کا رجحان گناہ کی طرف ہو یا جس کی عدالت میں نقص ہو۔ اسی طرح گولڈ زیہر نے بعض اموی خلفاء پر ایسے الزامات لگائے ہیں جن سے احادیث کی مخالفت کا پہلو نکلتا ہے وہ بھی محض الزامات ہیں۔۔

اعتراض نمبر ۷ : **حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو ایسی احادیث ضائع کرنے کا حکم دیا جو حضرت علیؓ کی تائید کرتی تھیں اور ان احادیث کو پھیلانے کا حکم دیا جو ان کی حکومت کی تائید میں تھیں۔**

یہ اتہام کہ حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو ایسی احادیث جو حضرت علیؓ کی تائید کرتی تھیں کے بیان کرنے سے روکا اور اپنی حکومت کی تائید میں احادیث بیان کرنے کو کہا یہ الزام بھی غلط ہے اور اس کو غلط طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔ وضع حدیث میں حضرت معاویہؓ نے حصہ لیا۔ گولڈ زیہر اس کے لئے یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ سے کہا "علیؓ کو گالیاں دینے میں سستی سے کام نہ لو"۔ حضرت عثمانؓ کے لئے خدا کی رحمت طلب کرو اور اصحاب علیؓ کو برا بھلا کہو۔ ان کی احادیث کا مقابلہ کرو۔ اس کے برخلاف حضرت عثمانؓ اور آل عثمانؓ کی مدح کرو۔ ان کا قرب حاصل کرو اور ان کی باتیں سنو۔ ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی لکھتے ہیں کہ گولڈ زیہر کی دلیل پر غور کریں۔ حضرت معاویہؓ کا اپنے عامل سے یہ کہنا کہ اصحاب علیؓ کو

مرعوب کریں اور آل عثمانؓ کو مقرب بنائیں۔ اس میں وضع حدیث کی کون سی دلیل نکلتی ہے ۶۰۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہؓ سے یہ نہیں کہا تھا کہ حضرت علیؓ کے خلاف اور حضرت عثمانؓ کے حق میں احادیث وضع کریں۔ ایسی کوئی حدیث نہیں ملتی جو حضرت مغیرہؓ نے حضرت معاویہؓ کی حکومت کی تائید میں روایت کی ہو اور کتب رجال میں ان کے احوال زندگی میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی کہ انہوں نے حضرت علیؓ کی تائید میں بیان کرنے والی حدیثوں سے روکا ہو۔

اعتراض نمبر ۸ : عبدالملک بن مروان نے قبہ صخرہ کے گرد طواف کرنے کا حکم دیا۔

یہ الزام کہ عبدالملک نے قبۃ الصخرۃ کے طواف کا حکم دیا ہے ۶۱۔ درست نہیں ہے اور یہ گولڈ زیہر نے یعقوبی سے نقل کیا ہے ۶۲۔ یعقوبی شیعہ مؤرخ ہے اس نے دیگر شیعہ حضرات کی طرح حقائق کو مسخ کرنے کیلئے ایسی روایات لکھی ہیں۔ اس کے علاوہ کسی مؤرخ نے اس بات کو نہیں لکھا بلکہ ابن الاثیر اور ابن کثیر نے یہ لکھا ہے کہ قبۃ الصخرہ کو ولید بن عبدالملک نے بنایا۔ اس سے اس قصہ کا باطل ہونا ظاہر ہو گیا ۶۳۔ امام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے صحابہ اور تابعین میں سے کوئی بھی قبۃ الصخرہ کی تعظیم نہیں کرتا تھا وہ منسوخ قبلہ ہے ۶۴۔ اگر اس قسم کا کوئی واقعہ ہوتا تو محدثین اور علماء اس پر خاموش نہ رہتے۔

اعتراض نمبر ۹ : امام زہری نے یہ حدیث وضع کی **لا تشد الرّحال اِلاّ الی ثلثة مساجد** تین مساجد کے علاوہ کسی طرف سفر کا مقصد نہ کریں۔

یہ اتہام کہ امام زہری نے حدیث "لا تشد الرّحال الاّ الی ثلاثة مساجد" ۶۵۔ عبدالملک کے کہنے پر وضع کی، جھوٹ ہے۔ مستشرق پروفیسر ھورواتش (Horovitz) نے اس بات پر تنقید کی ہے اور لکھا ہے کہ امام زہریؒ وضع و افترا سے بہت بلند تھے۔ بلکہ وہ خلیفہ عبدالملک کے مخالف رہتے تھے اور ان میں بعض اوقات تلخ کلامی بھی ہو جاتی تھی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حدیث "لاتشد الرحال" اس نے گھڑی نہیں بلکہ ایمان کامل اور مکمل حافظے کے ساتھ روایت کی ۶۶۔

یہ قول اس لئے نقل کیا گیا ہے۔ تاکہ مستشرقین کے کلام کو اس کے ذریعے سے رد کیا جائے ورنہ مسلمان اس حدیث کی صحت پر یقین رکھتے ہیں اور وہ امام زہریؒ کے دامن کو وضع حدیث سے یہودی مستشرق کی پیدائش سے قبل بھی مبرا سمجھتے تھے اس لئے کہ یہ حدیث متعدد سندوں سے کئی صحابہ سے مروی ہے۔ اور پھر ان صحابہ سے مختلف راویوں نے روایت کیا ہے اور ان میں سے ایک راوی امام زہریؒ بھی ہیں۔

صحابہ میں سے یہ حدیث حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت ابو ذر غفاریؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے۔ اسی طرح ان سے آگے کئی راوی ہیں، ۶۷ امام ابن تیمیہؒ نے اس حدیث کے متعلق لکھا ہے۔ اہل علم کا اس حدیث کی صحت پر اجماع ہے ۶۸۔

اعتراض نمبر ۱۰ : امام زہریؒ اموی حکمرانوں کی خواہش کے مطابق احادیث وضع کرتے تھے۔

یہ الزام کہ امام زہری امویوں کی رغبت کے مطابق حدیثیں گھڑ لیتے تھے، محض بہتان ہے۔ جو کوئی بھی امام زہریؒ کی سیرت وجرات کردار کے بارے میں جانتا ہے اس کی تصدیق نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ امام زہریؒ کی سیرت کا حدیث کی کتابوں میں مطالعہ کیا جا سکتا ہے ۲۲۔

استشراقی فکر پر گولڈ زیہر کے اثرات :

حدیث پاک کے متعلق جس مستشرق نے زیادہ شہرت حاصل کی ہے وہ مشہور یہودی مستشرق گولڈ زیہر (Goldziher) ہے۔ مستشرقین کی اسلامی تحقیقات پر جتنا اثر انداز گولڈ زیہر ہوا اتنا اس کا کوئی دوسرا معاصر مستشرق نہیں ہوا۔

گولڈ زیہر کے تدوین حدیث نبویؐ پر اعتراضات اور انکے جوابات :

۱- حدیث نبوی کا ظہور مسلمانوں کے دینی، سیاسی اور اجتماعی تنازعات کے نتیجہ میں ہوا جو پہلی اور دوسری صدی میں رونما ہوئے۔

۲- وضع حدیث کا سبب وہ بغض اور عداوت ہے جو اموی خلفاء اور علمائے دین کے مابین پائی جاتی تھی۔ علمائے مدینہ نے بنو امیہ سے انتقام لینے کے لئے حدیثیں وضع کرنے کی طرح ڈالی۔

۳- علماء نے دھریت، الحاد اور دینی احکام سے نفرت وبعد کا مقابلہ کرنے کیلئے حدیثیں وضع کیں۔

۴- علمائے مدینہ نے فضائل اہل بیت میں حدیثیں وضع کیں۔

۵- اموی خلفاء کو جب کسی بات کو پھیلانا ہوتا تو ایسی احادیث کا سہارا لیتے جو ان کے نظریات سے ہم آہنگ ہوتیں۔ ان احادیث کو یا تو خود وضع کرتے یا وضع کرانے کی دعوت دیتے۔

۶- اختلافی مسائل کے سلسلے میں اصحاب مذاہب نے حدیثیں وضع کی ہیں۔

۷- اموی خلفاء نے امام زہری کو حدیثیں گھڑنے کا حکم دیا تھا ۲۳۔

۱- گولڈ زیہر کا پہلا اعتراض : حدیث نبوی کا ظہور اور اشاعت مسلمانوں کے دینی، سیاسی اور اجتماعی تنازعات کے نتیجہ میں ہوا جو پہلی اور دوسری صدی ہجری میں رونما ہوئے۔

گولڈ زیہر کے خیال میں آپؐ کے عالم آخرت تشریف لے جانے کے وقت اسلام ناپختہ، نامکمل اور ناتمام تھا۔ اسلامی فتوحات کے نتیجے میں مسلمانوں کو ایسے مسائل کا سامنا کرنا پڑا جن کی تفصیلات قرآن وسنت میں نہیں تھیں۔ مسلمانوں نے قیاس اور استنباط کی مدد سے احکام وضع کئے۔

اس اعتراض کے جواب کے لئے تین دلائل پیش کرنا چاہتے ہیں :

۱- قرآن حکیم کی آخری آیت ہے ﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً﴾ ۲۴۔

۲- اسلام عصر اوّل میں کتنا پختہ تھا اس کے لئے مصطفیٰ سباعی کی یہ دلیل بہت مضبوط ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے تہذیب و کمال کی بلندیوں پر فائز اپنے وقت کی دو عظیم مملکتوں قیصر و کسریٰ کا نظم و نسق سنبھالا تو ان کو ایسا امن نصیب ہوا جو قیصر و کسریٰ کے عہد میں نہ تھا۷۰۔

۳- اہلِ اسلام زمین کے دور افتادہ گوشوں تک پہنچے ان کی عبادت کا رنگ ڈھنگ، عقائد، عبادات اور معاملات میں مکمل ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔ اگر احادیث نبویؐ ابتدائی دو صدیوں کے انتشار کا نتیجہ ہوتیں تو افریقی مسلمانوں کی عبادت چینیوں سے مختلف ہوتی اور پھر قانون اور آداب و اطوار میں یکساں ہونے کا سوال ہی نہ پیدا ہو سکتا۷۱۔

اعتراض نمبر ۲ : وضع حدیث کا سبب وہ بغض اور عداوت ہے جو اموی خلفاء اور علمائے دین کے مابین پائی جاتی تھی۔ علمائے مدینہ نے بنو امیہ سے انتقام لینے کے لئے حدیثیں وضع کرنے کی طرح ڈالی۔

یہ بات درست ہے کہ اموی خلفاء خوارج اور علویہ کے سخت دشمن تھے۔ ان کے درمیان عداوت پائی تھی مگر خوارج اور علویہ نے حدیث نبویؐ کی جمع و تدوین اور اس کی تنقید اور نقل کے ضمن میں کوئی خدمت انجام نہیں دی۔ حدیث نبوی کی خدمت کا سہرا درج ذیل علماء کے سر ہے: سعید بن میتبؒ، ابو بکر بن عبدالرحمنؒ، عبیداللہ بن عتبہؒ، سالمؒ، مولیٰ عبداللہ بن عمرؓ، نافع مولیٰ ابن عمرؓ، سلیمان بن یسارؒ، قاسمؒ بن محمد بن ابی بکر، امام زہری، عطاءؒ، شعبیؒ، علقمہؒ، حسن بصریؒ اور دیگر ائمہ حدیث۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ تو کبھی بنو امیہ کے خلاف رہے نہ انہیں ان سے بغض و عداوت تھی۷۲۔

سعید بن میتبؒ اور عبدالملک کے تعلقات اس وقت متاثر ہوئے جب انہوں نے اپنے بیٹے ولید اور اس کے بعد سلیمان کی بیعت خلافت کا تقاضا کیا جو انہوں نے تسلیم نہ کیا اور فرمایا نبیؐ نے بیک وقت دو شخصوں کی بیعت سے منع فرمایا تھا۔ اسی طرح حجاج بن یوسف اور بعض علماء کے تعلقات کی خرابی کی وجہ سے حجاج کی بنو امیہ کے دشمنوں پر سختی تھی۔ اس لئے نہیں کہ حجاج فاسق اور گمراہ تھا۔ حجاج نے ہی قرآن حکیم پر نقطے اور اعراب لگوائے۔ یہ وصف اسی شخص کا ہو سکتا ہے جو نہایت دیندار ہو المختصر گولڈزیہر کی علماء سے مراد خوارج اور علوی علماء ہیں تو انہوں نے حدیث کی جمع و تدوین میں حصہ نہیں لیا۔

گولڈ زیہر نے اپنی تصانیف "دراسات اسلامیہ" اور "العقیدہ والشریعہ" میں علمائے مدینہ پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ وضاع حدیث تھے۔ مصطفیٰ سباعی اس کا جواب دیتے ہوئے یہ سوالات اٹھاتے ہیں :

۱- علمائے مدینہ نے وضع حدیث کا آغاز کیا تھا تو کیا اس وقت کچھ اور علماء مکہ، کوفہ، دمشق اور بصرہ میں موجود نہ تھے ؟

۲- کیا تمام علاقوں کے علماء وضع حدیث میں شامل تھے ؟

۳- کس مجلس میں جمع ہو کر انہوں نے وضع حدیث کی سازش تیار کی ؟

۴- اہلِ مدینہ کی روایت کردہ احادیث ان سے کیونکر اخذ کرتے رہے ؟

۵- کیا علمائے اہلِ مدینہ کو علمائے وقت نے معتوب ٹھہرایا؟

حقیقت یہ ہے کہ تمام علماء، اہلِ حجاز کی روایات کو زیادہ صحیح تصور کرتے تھے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ گولڈ زیہر نے ابن میتب کی عبد الملک کے ساتھ دشمنی کو تو وضع حدیث کا سبب قرار دیا ہے لیکن وہ ابن میتب کی ایک روایت بھی اپنے دعوے کے ثبوت کے طور پر پیش نہ کر سکے۔ لہذا اس کا دعویٰ بے بنیاد ہے۳۰۔

اعتراض نمبر ۳ : علماء نے دھریت الحاد اور دینی احکام سے نفرت و بُعد کا مقابلہ کرنے کے لئے حدیثیں وضع کیں۔

گولڈ زیہر ہمارے علماء کے لئے وضع حدیث کا جواز پیش کرتا ہے لیکن ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی کے مطابق :

"ایسی بات کہنے والا شخص ہمارے علماء کے اخلاق جلیلہ کی بلندی تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ وہ کذب و افتراء سے اس حد تک پاک ہو سکتا ہے جس حد تک ہمارے علماء حتیٰ کہ نجی زندگی میں بھی جھوٹ سے پاک تھے۔ ہمارے علماء نبیؐ پر افتراء پردازی کو جس نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اس کا شمہ بھی اس شخص میں موجود نہیں۔ بعض علماء نے تو یہاں تک کہا ہے کہ آپؐ پر جھوٹ باندھنے والا کافر اور واجب القتل ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۳۱۔

کیسے ممکن ہے کہ سعید بن میتب جیسا شخص مار کھانے اور ذلت و رسوائی کے لئے تیار ہو مگر بیک وقت دو شخصوں کی بیعت اس لئے نہ کرے کہ یہ خلاف سنت ہے۔ پھر اس کے بعد سنت رسولؐ کے دفاع کے لئے دروغ گوئی کو جائز قرار دے۔

اعتراض نمبر ۴ : علمائے مدینہ نے فضائل اہل بیت میں حدیثیں وضع کیں :

پہلی دلیل اس ضمن میں یہ ہے کہ اہل بیت کی مدح و ستائش میں حدیثیں وضع کرنے کی بجائے علماء نے حدیثیں گھڑنے والوں کا مقابلہ کیا اور وضع حدیث کی تحریک کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر علمائے مدینہ نے حدیثیں گھڑی تھیں تو انہیں شیعہ کے خلاف برسرِ پیکار ہونے کی بجائے ان کے ساتھ مل جانا چاہئے تھا لیکن انہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا۳۲۔

اعتراض نمبر ۵ : اموی خلفاء نے وضع حدیث میں حصہ لیا :

پہلی دلیل اگر اموی خلفاء نے حدیثیں وضع کیں تو وضع کردہ احادیث کہاں گئیں، علمائے حدیث، حدیث کے ساتھ سند بھی بیان کرتے ہیں۔ احادیث صحیحہ کی اسانید کتب حدیث میں محفوظ ہیں۔ کسی حدیث کی سند میں

عبدالملک یا یزید یا ولید یا ان کے کسی عامل اور حاکم کا نام کیوں نہیں ملتا؟

دوسری دلیل : اگر حدیثیں وضع نہیں کی تھیں اس کی دعوت دی تھی تو اس کی دلیل کیا ہے۰۰؟۔

اعتراض نمبر ۶ : اختلافی مسائل کے سلسلے میں اصحاب مذاہب نے حدیثیں وضع کیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ احادیث میں اختلاف موجود ہیں۔ ان اختلافات کے اسباب ہیں جو علمائے حدیث نے بتائے ہیں مثلاً :

۱۔ آپؐ نے ایک کام کو مختلف طریقوں سے انجام دیا۔ صحابہ کرامؓ نے اپنا اپنا مشاہدہ ذکر کر دیا۔ مثلاً وتر کی تعداد میں اختلاف ہے۔

۲۔ آپ کا حال دیکھ کر صحابہ کرامؓ جو سمجھتے وہ بیان کر دیتے مثلاً جو سمجھتے وہ بیان کر دیتے مثلاً آپؐ کے حج کے بارے میں صحابہ کا اختلاف۔ ہر صحابی نے اپنی سمجھ کے مطابق ذکر کیا جب کہ حج میں افراد یا قران یا تمتع کا پتہ نیت سے چلتا ہے جو پوشیدہ چیز ہے۔

۳۔ ایک حکم کا دوسرے حکم کا ناسخ ہونا۔ صحابی کو ناسخ کا پتہ نہ چلے اور وہ روایت کر دے جس طرح سے سنے۔

اختلاف کے اگرچہ اور بھی اسباب ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے حدیث میں پیدا ہونے والے اختلاف اور ان کے اسباب کے ساتھ ساتھ اگر اختلاف کا موجب و محرک وضع حدیث تھا تو وہ بھی بیان کر دیا اور جہاں کوئی اور بات تھی وہ بھی ذکر کر دی۔ اس موضوع پر علماء کی قابل قدر کتب موجود ہیں۔ لہذا ان اختلافات کی بنیاد پر حدیث کو موضوع قرار دینا غلط اور بے بنیاد ہے۰۰۔

اعتراض نمبر ۷ : اموی خلفاء نے امام زہری کو حدیثیں گھڑنے کا حکم دیا تھا۔

گولڈ زیہر کہتا ہے کہ بنو امیہ نے وضع حدیث کے سلسلے میں امام زہری جیسے لوگوں سے کام لیا تھا۔ ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی نے امام زہریؒ پر الزام کے حوالے سے تین سوالات اٹھا کر ان کا جواب دیا ہے۔

۱۔ امام زہریؒ کو اموی خلفاء کی خواہشات کی پیروی کی ضرورت کیا تھی؟ کیا وہ مال کے طلبگار تھے۔ گولڈ زیہر اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ زہری ایسے آدمی نہ تھے جن کو مال سے خریدا جا سکے۔

۲۔ کیا زہری جاہ و منصب کے خواہاں تھے؟

گولڈ زیہر اس امر میں اتفاق کرتا ہے کہ پوری ملت اسلام زہری کو عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ پھر اس کے بعد آخر انہیں اور کون سے منصب کی تلاش تھی۔ زہری شرع کے پابند اور جری انسان تھ۔ تو پھر وہ اتنے کم عقل کیسے ہو سکتے تھے کہ اپنا دین بنو امیہ کے پاس فروخت کر دیتے اور مسلمانوں میں جو عزت انہیں حاصل تھی اسے فروخت کر دیتے۔

۳- جرح و تعدیل کے علماء ان کے بارے میں کیوں خاموش رہے۔ جب کہ ان میں احمد بن حنبل، یحییٰ ابن معین، بخاری، مسلم اور ابن ابی حاتم جیسے محدثین شامل تھے جو کسی ملامت کی پرواہ نہ کرتے۔ پھر وہ ایسے شخص کو کیسے معاف کر سکتے تھے جو اموی دور کے سرکردہ اور مشہور لوگوں میں سے تھے۔ اموی خلفاء سے تعلق رکھنے کے باوجود عباسی خلافت کے علمائے جرح و تعدیل کے زہری کی توثیق و تائید کرنے میں اس بات کی زبردست دلیل موجود ہے کہ زہری شک و شبہ سے بالاتر اور کذب اور وضع کی جانب میلان ور جحان رکھنے سے پاک تھے۔

مستشرقین کے اثرات :

مستشرقین کے اثرات یوں تو دنیا بھر کے مسلمانوں پر مرتب ہوئے لیکن خاص طور پر مصر اور ہندوستان کے مسلمانوں پر اس کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں سر سید احمد خان ان افکار سے متاثر ہونے والے پہلے شخص ہیں۔ ان کے بعد علامہ مشرقی، حافظ اسلم جیراجپوری اور غلام احمد پرویز اس مسلک کو لے کر آگے چلے۔

مصر میں گولڈ زیہر کی کتاب " العقیدہ والشریعة فی الاسلام " عربی میں ترجمہ ہوئی۔ اسے عبدالعزیز، عبدالحق، ڈاکٹر علی حسن، عبدالقادر اور محمد یوسف موسیٰ نے عربی میں منتقل کیا اور یوں گولڈ زیہر کے خیالات کے اثرات عربی حلقوں میں نظر آنے لگے۔ احمد امین نے " فجر الاسلام " اور ابوریہ نے " الاضواء علی السنة المحمدیه " میں زیادہ مرتب انداز میں پیش کیا ہے۔

مستشرقین استعماری مقاصد کی تکمیل کے لئے جو کام کرتے رہے۔ اس کے لئے جہاں نام نہاد مسلمان دانشور اپنی فکری کج روی اور مرعوبیت کے باعث مسلمانوں کی فکری بنیادیں متزلزل کرنے میں مصروف عمل رہے ہیں۔ وہیں ان کی تحریروں کے جواب میں لٹریچر تیار ہوا ہے۔ گولڈ زیہر اور اس کے متاثرین کے سلسلے میں ڈاکٹر مصطفی السباعی کی کتاب حجت ہے۔ ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ میں گولڈ زیہر اور شاخت کے نظریات کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ ان کا مقالہ (Early Studies in Hadith literature) کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کا عربی میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر اعظمی نے ان محققین کے مغالطوں کا جائزہ لیا ہے۔ انہوں نے شاخت کی کتاب کے جواب میں تنقیدی جائزہ لیا اور کتاب لکھی جس کا نام (On schachts origins of Muhammad Jurisprudance) ہے۔ ڈاکٹر زبیر صدیقی نے اس موضوع پر اس سے قبل Hadith Li-terature, its origin لکھی ہے۔

حواشی

۱۔ Hans Wehr, Dictionary of Modern written Arabic, ed.J.M Cowon(New York, 1961).

۲۔ محمد یوسف رامپوری، "تحریک استشراق" (مجلہ دار العلوم دیوبند، مارچ ۱۹۸۸ء) ص ۳۴-۳۵۔

۳۔ عمر فروخ، "الاستشراق، مالہ۔۔۔وماعلیہ"، الاستشراق والمستشرقون (عدد خاص، مجلۃ المنھل، عدد 471 (اپریل / مئی 1989ء) ص: ۱۵۔

۴۔ Karen Armstrong, Muhammad A Bibliography of the Prophet(New York, 1992), p.25

۵۔ محمد یوسف رامپوری، "تحریک استشراق" ص ۴۲-۴۳۔

۶۔ المصدر السابق، ص ۴۴۔

۷۔ Edward W. Saeed, Orientalism(New York, 1978)p.17-18.

۸۔ السامرائی، نعمان عبد الرزاق، الفکر العربی والفکر الاستشراقی (الریاض، 1989) ص: ۳۰۔

۹۔ الندوی، ابو الحسن علی، الاسلامیات بین کتابات المستشرقین والباحثین المسلمین (مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۶ء) ص ۱۵-۱۶۔

۱۰۔ بدوی، ڈاکٹر عبد الرحمن، موسوعۃ المستشرقین (دار العلم للملایین بیروت، الطبعۃ الاولی، ۱۹۸۴ء)۔

۱۱۔ السباعی، ڈاکٹر مصطفیٰ، حدیث رسول کا تشریعی مقام (ملک سنز پبلشرز فیصل آباد، ۱۹۹۴) ص: ۲۶۶-۲۶۷۔

۱۲۔ الخطیب التبریزی، المشکاۃ المصابیح (قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۳۶۸ھ) ص ۳۱۔

۱۳۔ ڈاکٹر لقمان علی سلفی، السنۃ حجیتھا ومکانتھا فی الاسلام والرد علی منکریھا (مکتبہ الایمان، المدینۃ المنورۃ، ۱۹۸۹، الطبعۃ الاولی) ص ۲۱۶-۲۱۷۔

۱۴۔ ڈاکٹر خالد علوی، حفاظت حدیث (الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور ۱۹۹۰ء)، ص ۱۷-۱۸۔

۱۵۔ دکتور رؤف شلبی، السنۃ الاسلامیۃ بین اثبات الفاھمین ورفض الجاھلین (مطبعۃ التقدم، الکویت، الطبعۃ الرابعۃ، ۱۹۸۲) ص: ۱۱۷-۱۱۸۔

۱۶۔ ڈاکٹر لقمان علی سلفی (السنۃ حجیتھا ومکانتھا فی الاسلام والرد علی منکریھا)، ص ۲۳۰-۲۳۱۔

دکتور محمود حمدی "الاستشراق والخلفیۃ الفکریۃ للصراع الحضاری" (دار المنار قاہرہ ۱۹۸۹ء)، ص ۱۲۲۔

۱۷۔ المائدۃ، ۳۔

۱۸۔ ترمذی، السنن، باب ماجاء فی تحقیق احمد محمد شاکر (دار احیاء التراث العربی بیروت) ۵/۳۴۳۔

۱۹۔ ابن حزم، ابو محمد علی، الفصل فی الملل والنحل (شرکۃ مکتبات عکاظ جدہ ۱۴۰۲ھ) ۴/ ۲۲۴-۲۲۵۔

۲۰۔ محمد لقمان سلفی، السنۃ حجیتھا ومکانتھا فی الاسلام والرد علی منکریھا، ۲۴۰۔

۲۱۔ ابن القیم، المنار المنیف، ۱۹؛ الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، ۶۲۔

۲۲۔ ابو اسحاق ابراہیم بن علی الشیرازی، التعبر فی اصول الفقہ (دار الفکر دمشق، ۱۴۲۱) ص ۳۲۹۔

۲۳۔ Gold Ziher·Muslim studies2/51۔

۲۴۔ السباعی، حدیث رسول کا تشریعی مقام، ۴۸۸۔

۲۵۔ Gold Ziher, Muslim Studies 2/44

۲۶۔ یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ۳/ ۷۔۸۔

۲۷۔ ابن الاثیر، الکامل، ۴/ ۱۳۵، ابن کثیر البدایہ والنہایہ، ۱۶۵۔

۲۸۔ ابن تیمیہ، فتاویٰ ۲۷/ ۱۲۔

۲۹۔ بخاری، الجامع الصحیح (دار السلام الریاض، ۱۹۹۹) ص ۱۹۰، حدیث نمبر ۱۱۸۹۔

۳۰۔ تاریخ تدوین، ۱۰۲۔۱۰۳۔

۳۱۔ احمد المسند، صحیح مسلم، صحیح بخاری، مجمع الزوائد، مسند الطیالسی، سنن نسائی، ابن ماجہ وغیرہ

۳۲۔ ابن تیمیہ، فتاویٰ، ۲۷/ ۵۔۶۔

۳۳۔ ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی، حدیث رسول کا تشریعی مقام ۴۱۹-۵۱۴۔

۳۴۔ ایضاً، ص ۴۷۶۔۵۱۱، ڈاکٹر لقمان علی سلفی، السنۃ، ص ۲۲۷۔۲۳۱۔

۳۵۔ المائدہ: آیت ۳۔

۳۶۔ السباعی، حدیث رسول کا تشریعی مقام: ۴۷۷۔

۳۷۔ ایضاً، ۴۷۷-۴۷۸۔

۳۸۔ ایضاً، ۴۸۰۔

۳۹۔ ایضاً، ۴۸۲۔

۴۰۔ ایضاً، ۴۸۳۔۴۸۴۔

۴۱۔ ایضاً، ۴۸۵۔۴۸۶۔

۴۲۔ ایضاً، ۴۸۶۔

۴۳۔ ڈاکٹر لقمان علی سلفی، السنۃ، ۲۳۹۔

۴۴۔ ڈاکٹر السباعی، حدیث رسول کا تشریعی مقام، ۵۱۱۔۵۱۲۔